IJAER/ July-August 2025/Volume-14/Issue-4 ISSN: 2278-9677
International Journal of Arts & Education Research
(Peer-Reviewed, Open Access, Fully Refereed International Journal) Impact Factor:7.06

۶. حضرت بی بی حافظ جمال رحمتہ اللہ علیہا (پچھلے شمارہ کا بقیہ حصّہ)

ازڈاکٹر محمد ساجر
شعبہ فارسی

سلسلہ چشتیہ کے عظیم صوفی بزرگ اور "سلطان الہند" حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (غریب نواز) رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ خواجہ غریب نواز اور ان کی دوسری زوجہ بی بی **امتہ اللہ**آپ کی والدہ ماجدہ تھیں ۔ آپ اپنے والد کی تربیت یافتہ اور خرقہ خلافت سے مشرف ایک ولیہ کاملہ تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی خواتین میں اشاعتِ اسلام اور تبلیغِ دین کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کا مزار اقدس اجمیر شریف میں، آپ کے والدِ گرامی خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے احاطے (گنبد شریف سے جنوب کی طرف) واقع ہے۔ مزار پر زائرین عقیدت و احترام کے
ساتھ حاضری دیتے ہیں اور روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کا دو روزہ عرس مبارک اجمیر شریف میں ہر سال منعقد کیا جاتا ہے ۔ خادمین کی جانب سے چادرپیش کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت بی بی حافظہ جمال کو اللہ نے مستجاب الدعا سے نوازا تھا ۔ آپ پیدائشی حافظہ تھیں اس لیے آپ کو سیّدہ بی بی جمال کہتے تھے۔

آپ کا نکاح شیخ رضی الدین سے کر دیا ۔ شیخ صاحب بھی بہت متقی و پرہیزگار اور خدا ترس انسان تھے۔ پروردگار نے انہیں یہ جزبہ عطا کیا تھا کہ دین کی خوب خدمت کرتے رہے اور تبلیغ کی خاطر اپنی تمام خواہشات قربان کر دیں۔ آپ کی زندگی کے متعلق اتنا زیادہ معلوم نہیں ہاں البتہ تمام عمر وہ اجمیر میں رہی اور اپنے خالق حقیحی سے جا ملی ، اس کے بعد آخری آرام گاہ بھی اپنے والد گرامی کی درگاہ کے احاطے میں بنی۔

۷. شہزادی جہاں آرا بیگم (1614–1681)

مغل بادشاہ شاہ جہاں اور ممتاز محل کی سب سے بڑی اور بااختیار بیٹی تھیں۔ آپ کا درویشانہ مزاج تھا۔ وہ "پادشاہ بیگم" کے لقب سے مشہور تھیں۔ رفاہی کاموں میں پیش پیش رہنے والی اس شہزادی کا انتقال دہلی میں ہوا اور ان کا مزار درگاہ حضرت نظام الدین اولیا کے احاطے میں واقع ہے۔

نمایاں پہلو:

ان کی قبر درگاہِ نظام الدین اولیاء کے صحن میں جالی دار سنگِ مرمر کے احاطے کے اندر کھلے آسمان تلے موجود ہے۔ انتہائی امیر اور بااختیار ہونے کے باوجود وہ تصوف کی راہ پرگامزن رہیں۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کی قبر پر کوئی گنبد نہیں بنایا گیا اور کتبے پر یہ کلمات درج ہیں میری قبر کو ہری گھاس کے علاوہ کسی اور چیز سے نہ ڈھانپا جائے، کیونکہ غریبوں کی قبر کے لیے یہی گھاس کافی ہے۔

جہاں آرا بیگم کو پرانی دہلی (شاہجہاں آباد) کے بسنے اور تعمیر میں ایک اہم کردار حاصل تھا۔ ان ہی کی نگرانی میں دریائے جمنا سے پانی شہر کے مرکز (چاندنی چوک) تک لایا گیا ۔ انہیں علم و ادب سے گہماگہمی اورلگاؤ تھا اور انہوں نے صوفیائے کرام، خصوصاً خواجہ معین الدین چشتی کی سوانح عمری (مونس الارواح) بھی تحریر کی۔ مونس الارواح جہاں آرا بیگم کی تصنیف ہے جس میں سولہ کامل اولیاء اکرام کی سر گزشت فارسی زبان میں لکھی ہے۔ مقدمہ کے بعد پہلے خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا

ذکر کیا ہے اور آخر میں حضرت شاہ محمد عاشق رحمتہ اللہ علیہ کا ،اس کتاب کا اصل نسخہ مخدومی حضرت پیر غلام نبی چشتی فاروقی ناگوری قدس سرہ کے نادر کتب خانہ میں دستیاب ہوا ہے ۔ جس کو جناب مخدومی صاحب کے حکم پر ڈاکٹر مصباح احمد صدیقی نے آسان اُردو میں منتقل کیا ہے ۔ مکمل کتاب کا تعارف کسی الگ مقالہ میں کیا جائے گا البتہ ناظرین کے ذوق کے لیے جہاں آرا بیگم کی تصنیف مونس الارواح سے چند سطور کا ترجمہ اس طرح ہے۔

فرماتی ہیں ‘‘ میرے پیر کہا کرتے تھے یہ تین خصلتیں جس میں ہوں خدا اس کوحقیقت میں دوست رکھتا ہے ۔

اول دریا کی سی سخاوت ، دوم سورج کی سی شفقت، سوم زمین کی سی تواضع ’’

مرید اس وقت تک ثابت قدم رہتا ہے کہ بائیں کاندھے کا فرشتہ بیس سال تک کوئی گناہ نہ لکھے۔

عارف وہ ہوتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے اسے باہر نکال دے تاکہ یگانہ خدا ہو جائے جیسا کہ دوست یگانہ ہے۔ (مونس الارواح ص ۶۰)

خواجہ معین الدین چشتی سے عقیدت : جہاں آرا کو بزرگوں سے نہایت عقیدت تھی خواجہ اجمیری سے نہایت دلچسپی کے کے نتیجہ میں کئی بار اجمیر شریف لے جاتی جس کی تفصیل انہوں نے اپنی تحریر‘‘ مونس الارواح’’ میں اس طرح بیان کیا ہے۔ میں بتاریخ ۱۸ شعبان کو اپنے والد بزرگوار کے ساتھ آگرہ سے اجمیر کے لیے روانہ ہوئی اور ۷ رمضان المبارک ۱۶۴۳ ء کو وہاں پہنچی ۔ اس میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز پڑھتی اور سورۃ فاتحہ، یٰس اور اخلاص پڑھ کر ایسال کرتی۔ وہاں پہنچ کر کچھ دنوں تک انا ساغر کے کنارے ومارت میں میرا قیام رہا ۔ اس دوران میں پلنگ پر نہ سوئی اور نہ روضہ کی طرف پشت اور پاؤں کیے۔ الحمد اللہ ۱۴ رمضان المبارک کو حضرت پیر دستگیر کے مرقد منوّر کی زیارت کی، اس سے جو ذوق و شوق کی حالت اورکیفیت طاری وہ میں کبھی بھول نہیں سکتی ۔ میں نے قبر شریف پرعطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور چادر و گُل پیش کیے اس کے بعد سنگ مرمر کی مسجد میں آکر نماز پڑھی **۔ یہ مسجد دو لاکھ چالیس ہزار روپیے کی لاگت سے والد بزرگوار نے تعمیر کرائی تھی** ۔ پھر گنبد شریف میں بیٹھ کر اور سورۃ فاتحہ، یٰس اور اخلاص پڑھ کر ایسال کیا ۔ مغرب تک وہاں رہی اور روزہ بھی ادھر ہی افطار کیا ۔ عجب شام تھی جو صبح سے بہتر تھی۔ اس متبرک مقام سے گھر آنے کو جی نہیں چارہا تھا۔ لاچار روتی ہوئی اس درگاہ سے آگرہ چلی آئی۔

درگاہ شریف کا تعمیراتی کام : جہاں آرا بیگم نے درگاہ شریف کے گنبد کے قریب ۱۶۴۳ ء میں ایک دالان تعمیر کرایا تھا جو بیگمی دالان کے نام سے مشہور ہے ۔ یہاں لوگ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں ۔ جہاں آرا بیگم نے خواجہ غریب نواز کے مزار کے چارون طرف سنگ مرمر کے استعمال سے ایک نہایت نفیس کٹہرا تعمیر کرایا جو آج بھی اپنی صحیح صورت میں موجود ہے۔

شیخ نظام الدین اولیاء سے عقیدت: شہزادی جہاں آرا بیگم کو حضرت شیخ نظام الدین اولیاءرحمتہ اللہ علیہ سے بھی عقیدت تھی ۔ ان کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتی تھی۔ ضرت شیخ نظام الدین اولیاءرحمتہ اللہ علیہ سے اتنا لگاؤ تھا کہ آخری آرام گاہ ان کے قدموں میں گزارنے کا فیصلہ کیا۔ شہزادی جہاں آرا کی زندگی ایک فقیرانہ تھی جہاں بھر کے فقیروں کی قدردانی کرتی تھی۔ حیات کے بعد بھی محبوب الٰہی کے قدموں رہنے کا فیصلہ کیا ۔ ان کی وفات ۱۶۸۱ ء میں ہوئی۔

آپ کا مزار: حضرت شیخ نظام الدین اولیاءرحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے پائتی صحن کی طرف لگا ہوا لال پتھر کی بنی خلجی مسجد سے متصل واقع ہے۔ جو ایک محجر کے اندر ہے جو سات فٹ اونچی چاروں طرف سے نہایت نفیس سنگ مر مر کی جالیوں سے گھیرا ہوا ہے جو آج بھی محفوظ حالت میں ہے**۔ مزار پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے :**

هوالحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است۔

٨۔ حضرت بی بی زلیخا ر حمتہ اللہ علہیا

(والدہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ)

دہلی کی ایک عظیم اور پارسا بزرگ خاتون ہیں۔ (حضرت بی بی زلیخا رحمتہ علیہا (مقبول نام **مائی صاحبہ** آپ مشہور صوفی بزرگ **حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی** کی والدہ ماجدہ ہیں۔

حالاتِ زندگی اور نسبت: آپ کا تعلق بخارا (وسطی ایشیا) کے ایک معزز سادات گھرانے سے تھا، جن کا خاندان منگول حملوں کے بعد ہجرت کرکے ہندوستان آیا اور بدایوں میں آباد ہوا۔ شوہر کے انتقال کے بعد آپ نے انتہائی غربت اور تنگی کے باوجود صبر و استقامت کے ساتھ اپنے یتیم بچوں کی پرورش کی اور دین داری کی بنیاد فراہم کی۔

آپ کا وصال ۱ جمادی الثانی ۶۴۸ ہجری (مطابق ۳۱ اگست ۱۲۵۰ء) کو دہلی میں ہوا۔ اوروبندو مارگ (قریب مہراولی اور آئی آئی ٹی دہلی) میں واقع ہے۔ اسی احاطے اور مزار کے کمرے میں آپ کی صاحبزادی (حضرت نظام الدین اولیاء کی بہن کا مزار بھی موجود ہے۔

زائرین کی عقیدت:

یہاں ہر بدھ کے دن زائرین (مرد و خواتین) کی کثیر تعداد حاضری دیتی ہے اور لوگ دلی سکون اور دعاؤں کی قبولیت کے لیے حاضر ہوتے ہیں درگاہ حضرت مائی صاحبہ والدہ حضرت سید نظام الدین اولیاءرحمتہ اللہ حضرت مائی صاحبہ دربار سے متصل حضرت سید نجیب الدین متوکلؒ بردار سید فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ کا مزار اقدس ہے ۔ ہرسال 9,8رمضان المبارک کو آپ کا عرس ہوتا ہے آپ کا مزار مبارک قطب مینار سے تقریباً 2کلو میٹر قبل اروندومارگ پر ہے آپ کے مزار مبارک کے دونوں جانب آپ کے صاحبزادوں کے مزار ہیں ان کے قریب حضرت بی بی فاطمہ کا مزار ہے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی صاحبزادی تھیں۔ اس درگاہ کے جنوب میں دوسرے احاطے کے اندر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخا اورحضرت سلطان المشائخ کی بہن حضرت بی بی زینب عرف بی بی جنت کا مزار ہے ان مزارات کے قریب ہی حضرت کی بھانجی حضرت بی بی رقیہ کا مزار ہے اور ان مزارات کے چند قدم کے فاصلے پر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی دوصاحبزادیاں بی بی نور اوربی بی حورمد فون ہیں اس لیے یہ درگاہ حضرت بی بی نور بی بی حورکے نام سے مشہور ہے

٩۔ شہزادی زیب النساء

پیدائش: 15 فروری 1638ء - وفات: 1702ء) مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر اور ملکہ دلرس بانو بیگم کی سب سے بڑی اور چہیتی بیٹی تھیں۔ وہ اپنے عہد کی ایک انتہائی قابل، عالمہ، اور فارسی زبان کی نامور شاعرہ تھیں۔

ان کی زندگی کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں: انہوں نے بہت کم عمری میں قرآن مجید حفظ کیا۔ انہیں عربی اور فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور انہیں خطاطی میں بھی کمال مہارت حاصل تھی۔ زیب النساء نے اپنے محل میں ایک بہت بڑا کتب خانہ (لائبریری) قائم کر رکھا تھا جہاں وہ ملک بھر سے علماء اور اسکالرز کو جمع کرتی تھیں۔ ان کی اپنی لکھی ہوئی شاعری کا مجموعہ "دیوان مخفی" کے نام سے مشہور ہے۔

اورنگزیب کے ساتھ سیاسی اور نظریاتی اختلافات کی وجہ سے، انہیں زندگی کے آخری 20 سال دہلی کے سلیم گڑھ قلعہ میں قید (نظر بند) رہ کر گزارنا پڑے۔ وہیں 1702ء میں ان کا انتقال ہوا اور ان کا مقبرہ دہلی کے 'تیہاری دروازہ' کے علاقے میں بنایا گیا تھا (جو بعد میں سڑک کی تعمیر میں ختم ہو گیا)۔

(۱۰) زلیخا بیگم (متوفی 9 اپریل 1943)

ہندوستان کے عظیم رہنما اور پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی شریکِ حیات تھیں۔ وہ ایک انتہائی نڈر اور حوصلہ مند خاتون تھیں جنہوں نے مولانا آزاد کی تحریکِ آزادی کی جدوجہد میں ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا اور صعوبتیں برداشت کیں۔

شادی اور ابتدائی زندگی:آپ کی شادی کم عمری میں مولانا ابوالکلام آزاد سے ہوئی۔ مولانا آزاد کی سیاسی سرگرمیوں اور مسلسل قید و بند کے باعث، زلیخا بیگم نے اپنی تمام تر توانائیاں مولانا کا ساتھ دینے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں صرف کر دی

تحریک آزادی میں کردار اور وفات:

میں جب مولانا آزاد کو انگریز حکومت کی جانب سے قید کی سزا سنائی گئی، تو زلیخا بیگم نے مہاتما گاندھی کو ایک خط لکھا تھا جس میں ان کے حوصلے اور جذبے کی عکاسی ہوتی تھی۔
وہ اپنے شوہر کی جدائی اور وطن کی محبت میں انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹی رہیں۔تحریک آزادی کے اس کٹھن دور اور قید کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے، 9 اپریل 1943 کو دورانِ اسیری ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

زلیخا بیگم کی خدمات:

مولانا ابوالکلام آزاد خود اکثر اپنی اہلیہ کی قربانیوں، فہم و فراست، اور ایثار کا کھلے دل سے اعتراف کرتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا نے اپنے خطوط میں ان کے کردار کو تاریخی الفاظ میں سراہا۔

زلیخا بیگم (وفات: 9 اپریل 1943ء) آزادی ہند کی کارکن اور مولانا ابو الکلام آزاد کی شریک حیات تھیں۔ آپ کو **بیگم ابوالکلام آزاد** کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

حالات زندگی:

زلیخا بیگم کی شادی کم عمری میں مولانا ابو الکلام آزاد سے ہوئی تھی۔ 1942ء میں جب مولانا کو ایک سال کی سزا ہوئی تو زلیخا بیگم نے مہاتما گاندھی کوخط لکھا تھا، وہ شوہر کومحض ایک سال کی سزا ہوئی ہے

جو ہماری امیدوں سے بہت کم ہے،اگر ملک وقوم سے محبت کے نتیجے میں یہ سزا ہے تو اس کو انصاف نہیں کہا جائے گا، یہ ان کی اہلیت کے لیے بہت کم ہے۔آج سے میں بنگال خلافت کمیٹی کا پورا کام دیکھوں۔

زلیخا بیگم کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریابادی ایک رسالے میں لکھتے ہیں کہ

ٹیلی فون کا ریسیور اس لیے نہیں اٹھاتی تھیں کہ نہ جانے دوسری طرف کون اور کیسا آدمی بات کر رہا ہے''

اسسے عیاں ہوتا ہے جسے اللہ رب العزت اپنی محبت عطا کرتا ہے اس سے دینا کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ اس جرح زلیخا بیگم نے اپنی زندگی میں باوجود تمام سہولیات کے دنیا سے کنارہ کشی کر کے اپنے مالک حقیقی کو راضی کر لیا ۔

آخر میں راہ تصوّف میں زندگی گزارنے والی ان خواتین کی زند گی کے عملی نمونے ان کی مختصر حالات زندگی میں بیان کیے گئے ہیں تا چند عمل جو انیوں نے کر دکھائے ہیں ان میں کچھ اس طرح ہیں۔

۱۔ ایک پروردگار کی عبادت ، فرمانبرداری اور تابعداری۔

۲۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ، یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا ۔

۳۔ اولاد کی پرورش کے ساتھ ان کی تربیت کرنی۔

۴ اللہ سے نیک کام کا عہد لینا ، اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا،

۵۔ اللہ کے نیک بندوں سے نفرت نہ کرنا کیونکہ پروردگار نے اپنے بندوں سے دشمنی کرنے والوں اور سود لینے پراعلان جنگ کا وعدہ کیا ہے۔

کتب برائے تفصیلی مطالعہ:

۱۔ تصوّف اور خواتین اولیاء دہلی از ڈاکٹر حفظالرحمان

۲۔ راہ تصوّ ف پر چلنے والی چند مثالی خواتین از افروزی رحمٰن

۳۔ مونس الارواح از جہاں آرا بیگم

۴ تزکرۃ الاولیاء عرفان الہی

۵۔ تاریخ اولیاء دہلی معروف بہ تحفہ سعید از مولوی سعید صاحب۔